علامہ خاکی محدث امروہوی کی فارسی شاعری میں قرآنی تلمیحات

کلیدی الفاظ: علّامہ خاکی# تلمیحات# امروہہ# تفسیر# فارسی شاعری# حدیث
دیوان#شعراء#سادات#نقشبندی# چشتی#قرآن کریم# فارسی ادب#خرقہ
خاندانِ کاظمی#

محمد اقرار

رِسرچ اسکالر، شعبۂ فارسی،

جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی

تلخیص: خاندانِ سادات کاظمیہ امروہہ، اپنے علم وفضل اور ظاہری و باطنی کمالات میں سر آمد روزگار رہا ہے۔ اس خانوادے کے اولیاء کرام، علماء عظام اور مشاہیر شعراء واد باء کی ایک طویل فہرست ہے۔ یہ سادات کرام کا وہ گھرانہ ہے جو طریقت وشریعت کے میدان کے شہ سواروں کا قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔ ہند — پاک کے اہل سنت وجماعت کے عالموں میں خاتم المحدثین حضرت علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی المتخلّص بہ ''خاکی" امروہوی اور آپ کے شاگردِ رشید اور چھوٹے بھائی محترم غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہما کا نام بڑے ادب واحترام سے لیا جاتا ہے۔

علامہ خاکی محدث امروہوی کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی شاگردی کا بھی شرف حاصل تھا اور وقت کے مجدد اپنے حلقۂ تدریس میں اس نوعمر سید زادے کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے تھے اور اسی طرح حضرت مولانا مصطفی رضا خاں قادری قدس سرہ بھی حضرت خاتم المحدثین علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر بہت ذوق وشوق اور

محبت وعقیدت کے ساتھ کرتے تھے۔خاتم المحدثین علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، یکم شوال المکرم 1313ھ بمطابق 16 مارچ 1896 مسیحی بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت محلہ کٹکوئی امروہہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد مختار کاظمی رحمہ اللہ سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے واسطے مدرسہ عالیہ رامپور تشریف لے گئے اور وہاں سے فضیلت کی دستار بندی کے بعد علم حدیث میں پختگی کی غرض سے اعلیحضرت احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہ کر دیا۔آپ نے ایک دراز عرصے تک مدرسہ عالیہ رامپور میں تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم باطنی اور معرفت الٰہی کے حصول میں بھی کوشاں رہے، چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر آپ نے چشتیہ، صابریہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ سلاسل میں اپنے والد محترم حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور بہت جلد سلوک کی تمام منزلیں طے کر کے خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے۔اپنے والد ماجد سے خرقۂ طریقت پانے کے بعد لاکھوں تشنگانِ عرفان ومعرفت کو سیراب کیا اور 27 رمضان المبارک 1390ھ بمطابق 28 نومبر 1970 مسیحی بروز ہفتہ صبح 6 بجے دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔آپ کا مزار مبارک محلہ کٹکوئی، امروہہ میں عقیدتمندوں کے لئے چشمۂ فیوض و برکات کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت علامہ، جملہ علوم دینیہ پر کامل عبور رکھتے تھے۔خصوصاً علم حدیث، فقہ اور نحو میں آپ کا جواب نہ تھا، شعر گوئی کا ذوق بچپن سے تھا، "خاکی" تخلص کرتے تھے۔تمام کلام حمد، نعت، مناقبِ اصحابِ کبار و اہل بیتِ اطہار اور اولیاء کرام پر مشتمل ہے، ایک ضخیم دیوان اردو میں اور ایک فارسی میں یادگار چھوڑا ہے۔اردو دیوان کا کچھ حصہ "نور ونکہت"، "نور ورحمت" اور "عرفان خاکی" کے نام سے تین قسطوں میں شائع ہوکر منظر عام پر آچکا ہے۔ آپ کا فارسی دیوان، آپ کے شہزادگان سید مرغوب الامین کاظمی، سید نور الامین کاظمی اور مرید کامل حکیم سید محمد احمد خلیلی کی محنتوں کے نتیجے میں "فیضانِ خاکی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ کو چونکہ قرآن وحدیث کا گہرا علم تھا اور آپ کا ہر قول وفعل قرآن

وسنت کے عین مطابق تھا اس لئے آپ کی شاعری بھی اسلامی تلمیحات واشارات وکنایات سے لبریز نظر آتی ہے۔

خاکی چو مشرف شدم از نغمۂ قرآں
ایں را گہے با ہرزہ سرایی نفروشم

مقالۂ حاضر میں علامہ کی فارسی شاعری میں استعمال کی گئیں قرآنی تلمیحات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ چونکہ اس مختصر سے مقالے میں تمام تلمیحاتی اشعار کو شامل کرنا ممکن نہیں اس لئے چند منتخب اشعار کو شاملِ مقالہ کیا جاتا ہے۔

حضرتِ علّامہ کی شاعری عشق وسرور اور توصیف حبیب سے لبریز نظر آتی ہے، آپ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنے میں قرآنی تلمیحات کی چاشنی ملا دیتے ہیں۔

شعر:

سور ہ ٔ والّلیل خواند، گیسوئے عنبر فشاں
نعرہ ٔوالشّمس دارد، تابِ رخسارِ حبیب

ترجمہ: آپ کے عنبری گیسو سورۂ "واللیل" کی ترجمانی کر رہے ہیں اور آپ کے رخسار مبارک کی چمک سے سورۂ "والشّمس" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں

اس شعر میں حضرت علّامہ نے دو قرآنی سورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ،ایک ہے "الّلیل" دوسری ہے "الشّمس"۔

مفسرین سورۂ واللیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے رات کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کہ وہ ساری مخلوق کے سکون کا وقت ہے اور رات میں ہر جاندار اپنے ٹھکانے پر آتا ہے اور اس میں مخلوق حرکت و بے قراری سے پُرسکون ہوتی ہے اور ان پر نیند چھا جاتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بدنوں کے لئے راحت اور ان کی اَرواح کے لئے غذا بنایا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول بندے سچی نیاز مندی کے ساتھ مناجات میں مشغول ہوتے ہیں"

حضرتِ علّامہ نے اس سورہ سے استفادہ کر کے یہ جتانے کی کوشش کی ہے کہ

جس طرح لوگوں کے بدن رات کے وقت سکون حاصل کرتے ہیں اسی طرح عاشقوں کو اپنے محبوب کی زلفوں کے دیدار سے روحانی سکون میسّر ہوتا ہے۔

وہیں سورۃ "والشمس" میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی عظمت اور معبود ہونے میں اپنی وحدانیّت کا اظہار کرنے کے لئے متعدد چیزوں کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ مخلوق کے عظیم مَنافع وابستہ ہیں اور ان میں غور وفکر کرکے ہر انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیّت کے بارے میں جان سکتا ہے۔ حضرت علّامہ نے اس سورہ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے رخسارِ پُرانوار کو سورج سے تشبیہ دی ہے اور وہ بھی اس وقت کا سورج جب اس کی روشنی نسبتاً ٹھنڈی ہوتی ہے، اور یہ کہ اللہ عزّوجل جن منافع بخش نعمتوں کی قسم کھا رہا ہے ان سب کی جان واصل میرے نبی ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اور جب کوئی اس محبوب کے رخ مبارک کا تصور کرتا ہے تو اللہ عزّوجل کی وہ نعمتیں یاد آجاتی ہیں جن نعمتوں کی خود اللہ پاک قسم کھاتا ہے۔

ایک اور شعر میں حضور پرنور ﷺ کی گفتارِ پرُ اسرا کی عظمت بیان کرتے ہوئے "ومَا ینطق عن الھویٰ"اور"فاوحیٰ الیٰ عبدہ مااوحیٰ" کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

شعر:

گلشنِ اسرارِ وحدت، کشف قرآنِ حکیم
آفریں صد آفریں، اعجازِ گفتارِ حبیب

ترجمہ: اے پیارے حبیب آپ کی گفتار وحدت کے رازوں کا گلدستہ اور قرآن کی تشریح ہے، آپ کی گفتار کی عظمتوں پر صد آفریں۔

نیز:

کیست در کون و مکاں، واقف زسِرِّ لامکاں
کرد طے ایں منزلِ مقصود رفتارِ حبیب

ترجمہ: تمام کائنات میں لامکاں کے رازوں کا امین کون ہے؟ بیشک! صرف میرے نبی کی ذات ہے جس نے لامکاں کا سفر طے کیا ہے اور وہی ان اسرار کے رازدار بنے۔

نیز:

نطقِ نبی ست وحیِ خداوندِ ذوالجلال
بہر ثبوت اصلِ کتابِ مبیں حدیث

ترجمہ: نبی کی زبان اللہ کی زبان ہے اور اس کا مسلّم ثبوت خود کتاب مبین ہے

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت علّامہ نے سورۂ نجم" کی آیات مبارکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن حکیم کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ، اللہ عز وجل کے ہمراز ہیں اور آپ کی گفتگو اللہ عزّ وجل کی گفتگو ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بوَد
گرچہ از حلقوم عبداللہ بوَد
(رومی)

ومایںطق عن الھوٰی: اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ محمد (ﷺ) نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے، اس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ جو کلام تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس کی کوئی بات وہ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اس قرآن کی ہر بات وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السّلام کے ذریعے کی جاتی ہے۔ حضرت علّامہ نے ان آیات کی طرف اشارہ کرکے جتا دیا کہ میرے نبی کی گفتار کی عظمت و بلندی کیا ہے۔

فاوحٰی الیٰ عبدہ ما اوحٰی: بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت جبریل عَلَیۡہِ السَّلَام کی طرف وہ وحی فرمائی جو حضرت جبریل علیہ السّلام نے نبی کریم ﷺ تک پہنچائی اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ یہاں جو وحی فرمائی گئی اس کی عظمت و شان کی وجہ سے یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ وحی کیا تھی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ "فاوحٰی الیٰ عبدہ ما اوحٰی"، یہ

وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اَسرار ہیں جن پر اُن کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔

بقلی شیرازی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام مخلوق سے مخفی رکھا اور یہ نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب ﷺ کو کیا وحی فرمائی اور محب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضرت علّامہ اسی مؤخر الذکر مؤقف کے معتقد تھے جو آپ کے اشعار سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کی شان میں لکھتے ہیں:

شعر:

نہالِ گلشنِ مشکل کشائی
گلِ گلزارِ "اعطینا" حسین ست

ترجمہ: گلشنِ علی کے شجر اور چمن[انا اعطینا ک الکوثر" کے پھول حسین ہیں۔

شان نزول: جب سیّد المرسلین ﷺ کے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو اَبتر یعنی نسل ختم ہو جانے والا کہا اور یہ کہا کہ اب اُن کی نسل نہیں رہی، ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا اور یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر یہ سورہ؟ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کفار کا بالغ رد فرمایا اور اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! ﷺ، بیشک تمہارا دشمن ہی ہر بھلائی سے محروم ہے نہ کہ آپ، کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کی پیروی کرنے والوں سے دنیا بھر جائے گی، آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے اور آخرت میں آپ کے لئے وہ کچھ ہے جس کا کوئی وصف بیان ہی نہیں کر سکتا تو جس کی یہ شان ہے وہ اَبتر کہاں ہوا، بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔

جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اس وقت حالات اس طرح تھے کہ آپ ﷺ کے مخالفین نے آپ کو "ابتر" (نسل بریدہ) کہہ کر طعنے دینا شروع کر دئے جس پر اللہ رب العزت نے اس سورت کے ذریعہ آپ کو کثرت خیر کی خوشخبری سنائی جس میں کثرت اولاد

بھی شامل ہے۔حضرت علّامہ نے درج بالا شعر کے ذریعہ اسی کثرت اولاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کو اس کی اصل بتایا ہے۔

شعر:

از بہر اعتصام بحبل المتینِ رب

اے دیندار بہر تو نعم المعیں حدیث

ترجمہ: اے دین کے پیروکار، اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے حدیث نبوی تیرے لئے مددگار ہے۔

اللہ پاک سورہ آل عمران میں فرماتا ہے 'واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" یعنی اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ اس شعر میں حضرت علّامہ نے قرآن کریم کی اسی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ کی رسّی اصل میں طریق مصطفوی ہے جو ہمیں احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اگر جاننا چاہتے ہو کہ اللہ کی رسّی درحقیقت کیا ہے تو اس کا سراغ فقط حدیث کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔

''حَبْلِ اللّٰہِ'' کی تفسیر میں مفسرین کے چند اقوال ہیں: بعض کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے۔چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ قرآنِ پاک حَبْلُ اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اُسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حَبْلُ اللہ سے جماعت مراد ہے۔

اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حَبْلُ اللہ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا۔

تو اب چاہے "حبل اللہ" سے کتاب اللہ مراد ہو یا جماعت، دونو صورتوں میں تشریح کی درکار ہوگی اور اس کے لئے حدیث پاک سے بڑا شارح کوئی نہیں ہوسکتا۔

شعر:

از شرابِ عشق شو مستِ الست

از منیپندار پنہاں قل اعوذ

ترجمہ: عشق کے جام پی کر "الستُ بربکم، کے جواب میں "بلٰی" کہنے والی کیفیت میں مست ہوجا اور اپنے پوشیدہ نفس کے گھمنڈ سے اللہ کی پناہ مانگ۔

حضرت علّامہ اس شعر میں وعدہ ازل والی آیت "الست بربّکم" کی تلمیح بروئے کار لائے ہیں اور کلمہ[] قل آعوذ[] جو قرآن کریم میں متعدد مقام پر آیا ہے اس سے استفادہ کیا ہے۔

آپ نے "الست" کے ساتھ کلمۂ "مست" کا استعمال فقط شعر کی آرائش و زیبائش کے لئے نہیں کیا ہے بلکہ اس کے پیچھے آپ کا چشتی مشرب کارفرما ہے۔ چنانچہ حضرت نظام الدین اولیا "ہشت بہشت" (ملفوظات خواجگانِ چشت) میں اپنے مرشد بابا فریدالدین گنج شکر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "بعد ازاں شیخ بدرالدین غزنوی نے عرض کی کہ اہل سماع کی بے ہوشی کی کیا وجہ ہے؟ شیخ الاسلام (بابا فریدالدین) نے فرمایا: جس روز انہوں نے "الست بربکم[]" کی آواز سنی اسی روز سے بے ہوش ہیں۔ اور وہ بے ہوشی آج تک ان میں پائی جاتی ہے۔ پس جب سماع سنتے ہیں، تو اسی بے ہوشی کا اثر ان میں ہوتا ہے۔ پھر شمس دبیر نے پوچھا کہ جس روز "الست بربکم" کی ندا آئی تو کیا تمام ارواح ایک ہی جگہ تھیں؟ فرمایا، ہاں! پوچھا پھر مسیحی اور یہودی کس طرح ہو گئے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اما محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب پروردگار نے "الست بربکم" کی آواز دی، تو تمام ارواح برابر تھیں، یہ ندا سنتے ہی ان کی چار صفیں ہوگئیں۔

پہلی صف نے دل اور زبان دونوں سے "بلیٰ" کہا یعنی بیشک تو ہمارا پروردگار ہے، اور اسی وقت سجدہ کیا، اور وہ صف انبیاء، اولیا، صدیقوں اور نیک لوگوں کی تھی۔

دوسری صف نے دل سے تو "بلیٰ" کہا مگر زبان سے نہ کہا اور سجدہ کیا۔ چونکہ دل سے انہوں نے یقین کر لیا، آخر مسلمان ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے یہودی وغیرہ ہوتے ہیں اور آخر میں اللہ تعالی انہیں ایمانی دولت نصیب کرتا ہے۔

تیسری صف نے زبان سے تو کہا لیکن دل سے نہ کہا اور سجدہ کیا لیکن پھر دل میں کراہت کی کہ کیونکر سجدہ کیا۔ اور ایسے لوگ شروع میں تو مسلمان ہوتےہیں لیکن آخر میں کافر ہو کر مرتے ہیں۔

چوتھی صف نے نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے "بلیٰ" کہا، یہ وہ لوگ ہیں۔ جو

اول وآخر کافر ہی رہتے ہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اہل سماع، جو سماع میں بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ وہ اسی "الست بربکم" کی ندا کے سبب جو انہوں نے سنی تھی، بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ پس یہ وہی بے ہوشی ہے۔ جو اس روز تک ان میں پائی جاتی ہے۔ جونہی دوست کا نام سنتے ہیں تو حیرت، ذوق اور بیہوشی ان کے اوپر طاری ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ معرفت کی وجہ سے ہے۔"

حضرت علاّمہ نے اپنے اسلاف کے اسی قول[مستِ الست" کی تقلید میں یہ شعر کہا ہے اور اسی کے زیرِ اثر عشق حقیقی کی مستی میں گم ہوکر معبود برحق کی ربوبیت کی شہادت کے نعروں کی طرف ترغیب کر رہے ہیں۔

حضرت علاّمہ، قرآن مجید میں مذکور واقعہ طور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شعر:

آتشے افروز در دل چوں کلیم

جلوہ گاہ برقِ عکسِ طور باش

ترجمہ: حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مانند دل میں ایک اشتیاق کی آتش روشن کر، اپنے سینے کو تجلّیِ طور کے پرتَو کی جلوہ گاہ بنا لے۔

نیز:

از سوالِ دید چوں تائب شود مثلِ کلیم

کیست جز محبوبِ داورتابِ دیدارِ حبیب

ترجمہ: موسیٰ کلیم اللہ جیسی ہستی بھی جب دیدار کی طلب سے تائب نظر آتے ہیں تو محبوب خدا ﷺ کے سوا کون ہے جو دیدار کی تاب لا سکے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔ جب کئی بار یہ شرف ہم کلامی حاصل کر چکے تو دل میں اشتیاق ہوا کہ ذرا سا پردہ بھی ہٹ جائے تا کہ خدا جلّ جلالہ کا دیدار بھی حاصل ہو جائے۔ آپ نے ہمت جُٹا کر اللہ پا ک کی بارگاہ میں عرض کی "رب ارنی، انظر الیک"، جس پر اللہ رب ذوالجلال کی طرف سے جواب آیا[لن ترانی]یعنی اے موسیٰ تم اس جسد ظاہری کے ساتھ ہرگز مجھے نہیں دیکھ

سکتے، ہاں سامنے والے پہاڑ کی طرف دیکھو ہم اس پر اپنی تجلی فرمائنگے اگر وہ پہاڑ ہماری تجلی کو برداشت کرلے تم بھی سوچنا کہ شاید ہمیں دیکھ سکو، پھر جب اللہ جلّ جلالہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو پہاڑ پھٹ گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش آیا تو اپنے اصرار سے تائب ہوئے۔

رومی اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صاعقا

دوسری طرف محبوب داور، مالک وسرور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے کہ خود قرآن گواہی دیتا ہے] ولقد راہ نزلۃً اخریٰ " یعنی آپ ﷺ نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔ اللہ کا بار – بار دیکھنا حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے، چنانچہ حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''معراج کی رات مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا؟ میں نے کہا'' ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کہا: آپ کی امت ہر دن پچاس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی۔ خدا کی قسم! میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ہے، لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹئے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگئے۔ چنانچہ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کردیں۔ پھر میں جب حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں پہلے جیسا کلام کیا، میں پھر رب تعالیٰ کی طرف لوٹا تو اس نے پھر سے دس نمازیں معاف فرمادیں، میں پھر موسیٰ کے پاس آیا، انہوں نے پھر پہلے جیسا کلام کیا، میں پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف کردیں، میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا، انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا، انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے ہر

دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا اور انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا" ہر دن پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزما لیا ہے، آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹئے، آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں۔ حضورِ اقدس ﷺ نے کہا" میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کر لیے کہ اب شرم کرتا ہوں، لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔

یعنی موسیٰ کلیم اللہ کا دیدار کی طلب کرنا اور جلوے کی جھلک سے ہی بیہوش ہو جانا اور سرکار ﷺ کا بار۔ بار اللہ جل جلالہ کا دیدار کرنا نص سے ثابت ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت علّامہ نے درج بالا اشعار کہے ہیں اور قرآنی تلمیحات کے موتیوں سے مزیّن کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

آیت مبارکہ" قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین" کی تلمیح سیاستفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شعر:

اللہ اللہ شانِ صاحب تاج
نورِ نور است جانِ صاحب تاج

ترجمہ: سبحان اللہ! سبحان اللہ! اس تاجدار دوعالم کی کیا شانِ بلند و بالا ہے کہ آپ کی ذات مبارک نور والے (اللہ) کا نور ہے۔

اسی آیت کی روشنی میں اعلیحضرت احمد رضا بریلوی اس طرح لکھتے ہیں:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

"قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ " بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا۔ اس آیت مبارکہ میں نور سے کیا مراد ہے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سرکارِ دوعالم ﷺ کی ذات والاصفات ہے۔

علامہ صاوی فرماتے ہیں " حضورِ اکرم ﷺ کا نام اس آیت میں نور رکھا گیا اس لیے کہ

آپ ﷺ بصیرتوں کو روشن کرتے ہیں اور انہیں رُشد و ہدایت فرماتے ہیں اور اس لیے کہ آپ ﷺ ہر نور حِسّی اور مَعْنَوِی کی اصل ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں: "اس نور سے مراد تمام نوروں کے نور، نبی مختار ﷺ کی ذات ہے۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں" کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں نعتیں یعنی نور اور کتابِ مبین رسولِ کریم ﷺ کے لیے ہوں بے شک حضورِ اقدس ﷺ نورِ عظیم ہیں انوار میں ان کے کمال ظہور کی وجہ سے اور حضور پر نور ﷺ کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ جمیع اسرار کے جامع ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مُظْہِر ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی لفظ ''نُورٌ'' کی تفسیر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں ''وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ'' نور سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔۔

امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی لکھتے ہیں "نور سے مراد "محمد" ﷺ ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد "اسلام" ہے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں "نور سے مراد محمد ﷺ اور قرآن ہیں۔

علامہ خازن فرماتے ہیں[نور سے مراد محمد ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور اس لیے فرمایا کہ جس طرح اندھیرے میں نور کے ذریعے راہنمائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے بھی ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

خود رسولِ اکرم ﷺ نے اپنا نور ہونا بیان فرمایا، چنانچہ امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ کے استاذ امام عبد الرزاق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا؟ ارشاد فرمایا ''اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

حضرت علّامہ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی[اقوال نور" کے معتقد ہیں۔

کیونکہ اس مختصر سے مقالے میں قرآنی تلمیحات سے زیّن حضرتِ علّامہ کیتمام اشعار کو شامل کرنا ممکن نہیں، اس لئے یہاں آپ کے فارسی دیوان سے چند منتخب اشعار موردِ بحث قرار پائے۔ ان اشعار کے مطالعے سے یہ بات تو صاف ہوجاتی ہے کہ آپ

قرآن وحدیث کے جیّد عالم تھے اور آپ کا قرآنی مطالعہ کافی عمیق تھا۔ حضرتِ علّامہ نے اپنی فارسی شاعری کے ذریعے ہندوستانی فارسی ادب میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

کتابیات:

1– فیضانِ خاکی، مرتب سید مرغوب الامین کاظمی

2– تفسیر صاوی

3– روح المعانی

4– شرح شفا، القسم الاول

5– تفسیر جلالین

6– تفسیر بغوی

7– ہشت بہشت، (ملفوظاتِ خواجگانِ چشت) ادبی دنیا

8– معجم الکبیر

9– مدارک

10– مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

11– ارمغانِ قلبی، سید صغیر احمد ناشر امروہوی چشتی قادری، شائنی گرافکس، جعفر آباد، دہلی

12– تفسیر صراط الجنان

☆☆☆